تصریحات

جہاد افغانستان کے شہید ہیرو مولانا شیخ جمیل الرحمن رحمہ اللہ کی شہادت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کی شہادت کے بعد اہل حدیث حضرات کیلئے دوسرا بڑا المیہ ہے۔ زندہ قوموں کا طرہ امتیاز ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے ساتھ پیش آنے والے سانحہ کے پس پردہ اسباب و محرکات کا جائزہ لے کر آئندہ کیلئے مضبوط بنیادوں پر منصوبہ بندی کرتی ہیں۔ اور ان اسباب و محرکات پر قابو پانے کیلئے لائحہ عمل طے کرتی ہیں۔ علامہ شہید کے المیہ شہادت کے بعد ہمیں ان عناصر کے خلاف متحد ہو جانا چاہیے تھا جو دینی و سیاسی اعتبار سے ہمارا وجود برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں اس کے ساتھ ساتھ اپنے حقوق کی بازیابی کیلئے بھی دو ٹوک موقف اختیار کرتے ہوئے جدوجہد جاری رکھنی چاہئے تھی مگر نہایت دکھ کی بات ہے کہ ہم علامہ صاحب کے بعد اپنے حقوق کے حصول کی جدوجہد تو درکنار اپنا وجود بھی برقرار نہ رکھ سکے اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہم نے ان خطوط کو ترک کر دیا جو علامہ صاحب نے جدوجہد کرنے اور ملک میں کتاب و سنت کا انقلاب بپا کرنے کیلئے وضع کی تھیں۔ ہم نے اس فکر کو ترک کر دیا جسے علامہ صاحب نے جمہوریت ' شریعت بل اور انتخابی پالیسی کے متعلق اختیار کیا تھا۔ اور اس کی بنیاد پر یہ اپنا سیاسی وجود منوایا تھا۔ ہم آپ کے موقف سے ہٹ گئے اور ان عناصر کے زیر سایہ چلے گئے جنہیں کسی طور بھی ہمارا وجود برداشت نہ تھا۔ جہاد افغانستان میں شیخ جمیل الرحمن شہید کا کردار کسی سے مخفی نہیں اور ان کی مخالفت میں سرگرم عمل عناصر بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس ضمن میں موجودہ حکومت نے جو گھناؤنا کردار ادا کیا اس پر صدائے احتجاج بلند کرنے کی بجائے ایسا رویہ اپنانا جو اس کی تقویت کا باعث ہو اور اس کی سربراہی کو قبول کرنا علامہ صاحب کے اسلوب سیاست سے انحراف ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ باہم متحد ہو کر دو ٹوک موقف اختیار کیا جائے اور خوشامدانہ و منافقانہ طرز عمل اختیار کرنے کی بجائے علامہ شہید سا جراتمندانہ انداز سیاست اپنایا جائے کہ علامہ صاحب کے الفاظ میں "حقوق طشتری میں رکھ کر نہیں دیئے جاتے چھینے جاتے ہیں"۔

جب تک آپ جیسا جراتمندانہ اسلوب و انداز سیاست اختیار نہیں کیا جاتا حصول حقوق کی توقع دیوانے کے خواب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔